

وکیل کے خریدے ہوئے مال پر قبضہ کے بعد وکیل کو ہی وہ مال ادھار پر بیچنے کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

میرے ماموں مجھے کچھ رقم دیتے ہیں، اور اس رقم سے مال خریدنے کے لیے مجھے اپنا وکیل مقرر کرتے ہیں، چنانچہ میں ان کی طرف سے مال خریدتا ہوں، میرے ماموں اس مال پر قبضہ کرنے کے بعد وہی مال اپنا منافع شامل کر کے ایک ماہ کے ادھار پر مجھے فروخت کر دیتے ہیں، اور میں وہ مال ان سے خرید لیتا ہوں، پھر میں آگے اپنے گاہکوں کو اپنی مرضی کے مطابق مزید منافع رکھ کر فروخت کر دیتا ہوں۔ برائے کرم رہنمائی فرمادیں کہ مذکورہ معاملہ درست ہے یا نہیں؟

جواب

آپ کے بیان کردہ معاملے میں خرید و فروخت جائز ہے، اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں، جبکہ ممانعت کی کوئی اور وجہ نہ ہو۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب آپ کے ماموں آپ کو اپنی طرف سے مال خریدنے کا وکیل بناتے ہیں، اور آپ ان کے لیے مال خرید لیتے ہیں، تو وہ مالک بن جاتے ہیں، اور پھر قبضہ کرنے کے بعد جب آپ کے ماموں اسی مال کو اپنا منافع شامل کر کے ایک قیمت متعین کر کے، ایک ماہ کے ادھار پر، آپ کو فروخت کرتے ہیں، تو یہ بھی جائز ہے، کیونکہ شریعت میں نقد اور ادھار کی قیمت میں فرق رکھنا درست ہے، تاہم قیمت اور ادھار کی مدت وغیرہ کی تعیین کرنی ہوگی، اور آپ کے سوال سے ظاہر ہے کہ آپ ایسا ہی کرتے ہیں، پھر جب آپ شرعی تقاضوں کے مطابق وہ مال اپنے ماموں سے خرید لیتے ہیں، تو آپ مالک بن جاتے ہیں، اور قبضہ کرنے کے بعد پھر آپ کو اختیار ہے کہ جھوٹ اور دھوکہ دہی وغیرہ سے بچتے ہوئے اسے اپنے گاہکوں کو جتنے مناسب منافع کے ساتھ چاہیں فروخت کر سکتے ہیں۔ ہدایہ میں ہے ”ویجوز البیع بضمن حال ومؤجل إذا كان الأجل معلوماً لإطلاق قوله تعالى ﴿وَاحْلَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾“

ترجمہ: ارشاد باری تعالیٰ کہ اور "اللہ نے خرید و فروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا" کے عموم کی وجہ سے نقد اور ادھار، دونوں طریقوں سے، خرید و فروخت کرنا جائز ہے، جبکہ مدت معلوم ہو۔ (الہدایہ، جلد 3، صفحہ 21، مطبوعہ: لاہور)

فتح القدیر میں ہے ”کون الثمن علی تقدیر النقد ألقا علی تقدیر النسئئة ألفین لیس فی معنی الربا“ ترجمہ: کسی چیز کی قیمت کا نقد کی صورت میں ایک ہزار، اور ادھار کی صورت میں دو ہزار ہونا، سود کے معنی میں نہیں ہے۔ (فتح القدیر، جلد 6، صفحہ 410، مطبوعہ: کوئٹہ)

فتاویٰ رضویہ میں ہے ”غلہ تجارتی کو ادھار میں موجودہ نرخ سے زیادہ قیمت پر بیع کرنا درست ہے کہ نہیں؟ تو جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: درست ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 17، صفحہ 274، 276، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاویٰ امجدیہ میں ہے ”بیع میں ثمن کا معین کرنا ضروری ہے۔۔۔ اور جب ثمن معین کر دیا جائے تو بیع چاہے نقد ہو یا ادھار سب جائز ہے،۔۔۔ اور یہ بھی ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی چیز کو کم یا زیادہ، جس قیمت پر مناسب جانے بیع کرے، تھوڑا نفع لے (یا) زیادہ، شرع سے اس کی ممانعت نہیں، مگر صورت مسئلہ میں یہ ضرور ہے کہ نقد یا ادھار دونوں سے ایک صورت کو معین کر کے بیع کرے اور اگر معین نہ کیا، یوہیں مجمل رکھا کہ نقداً تنے کو اور ادھاراً تنے کو تو یہ بیع فاسد ہوگی اور ایسا کرنا جائز نہ ہوگا۔“ (فتاویٰ امجدیہ، جلد 3، صفحہ 181، مکتبہ رضویہ، کراچی)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا محمد علی عطاری مدنی

فتویٰ نمبر: WAT-5190

تاریخ اجراء: 24 محرم الحرام 1448ھ / 10 جولائی 2026ء



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat (Dawat-e-Islami)



www.fatwaqa.com



[daruliftaahlesunnat](https://www.facebook.com/daruliftaahlesunnat)



[DaruliftaAhlesunnat](https://www.youtube.com/DaruliftaAhlesunnat)



[Dar-ul-ifta AhleSunnat](https://play.google.com/store/apps/details?id=com.daruliftaahlesunnat)



feedback@daruliftaahlesunnat.net